
خطرناک
نقاب پوش
WWW.PAKSOCIETY.COM

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول 1/

خطرناک نقاب پوش

مظہر کلیم ایم اے



یوسف برادرز
پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/ روپے





"جلدی کرو شہزاد! کہیں گاڑی چھوٹ نہ جائے۔" فیصل نے قدرے تیز لہجے میں شہزاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بھئی تمہیں گاڑی کی پڑی ہوئی ہے اور ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ہماری بھوک ہی ختم ہونے میں نہیں آتی۔" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کیک پیس کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے بھئی گاڑی میں بھی ڈائننگ کار ہوتی ہے وہاں بیٹھ کر جتنا جی چاہے کھا لینا۔" فیصل نے مسکرا کر کہا۔

"اور بل تمہارے ذمہ۔" شہزاد نے اشتیاق آمیز نظروں

سے فیصل کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں! بل میرے ذمے۔ بس اب تم ناشتے کی میز سے اٹھ کھڑے ہو۔" فیصل نے جواب دیا۔

"واہ میرے شیر! یہ بات ہوئی نا۔ اب تم مجھے گاڑی چھوڑ ہوائی جہاز میں لے چلو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" شہزاد نے پھرتی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر ہوائی جہاز میں تو ڈائننگ کار نہیں ہوتی۔" فیصل نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ پھر تو میں ہوائی جہاز میں نہیں جاسکتا۔ گاڑی ہی ٹھیک رہے گی۔" شہزاد نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب باتیں بند۔ اور جلدی سے تیار ہوجاؤ۔ گاڑی چھوٹنے میں صرف آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔" فیصل نے کہا اور شہزاد سر ہلاتا ہوا تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اور پھر دس منٹ بعد ہی وہ کپڑے بدل کر تیار ہوچکا تھا۔ فیصل تو پہلے ہی تیار کھڑا تھا چنانچہ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے گھر سے باہر نکلے اور سڑک پر آکر ٹیکسی کے انتظار میں کھڑے ہوگئے۔ مگر ٹیکسی کا کہیں دور نزدیک پتہ نہ تھا۔

"کمال ہے یہ ٹیکسی ہی نہیں مل رہی۔ کہیں تمام ٹیکسی والے کھانا کھانے تو نہیں بیٹھ گئے۔" شہزاد نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب تمہاری طرح پیٹو نہیں ہیں۔ تمہارا بس چلے تو تم تمام زندگی کھانے کی میز سے ہلو ہی نہیں۔" فیصل نے جواب دیا۔

"کہاں یار، میں تو کچھ کھاتا ہی نہیں۔ میری امی کو تو بس حسرت ہی رہی کہ شہزاد کچھ کھالے۔" شہزاد نے مسکین سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں مجھے علم ہے کہ واقعی تم کچھ نہیں کھاتے۔" فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دور سے انہیں ایک خالی ٹیکسی آتی نظر آگئی۔ فیصل نے اُسے رکنے کا اشارہ کیا اور چند لمحے بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہوگئے۔

"ریلوے اسٹیشن چلو۔" فیصل نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی موڑی اور پھر تیزی سے اُسے دوڑانے لگا۔

"بھئی ٹیکسی ڈرائیور! اور تیز چلاؤ مجھے بھوک لگی ہے۔" شہزاد نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جی! کیا فرمایا بھوک لگی ہے"؟ ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں بھئی۔ بھوک کے مارے پیٹ میں شیر اور چیتے دوڑ رہے ہیں"۔ شہزاد نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پہلے آپ کو ہوٹل نہ لے چلوں"۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں بھئی، اس کی باتوں میں نہ آؤ اور اسٹیشن لے چلو۔ اسے تو دنیا میں سوائے کھانے کے اور کسی چیز سے مطلب ہی نہیں"۔ فیصل نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے فیصل نے کرایہ دیا اور پھر شہزاد کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے آہستہ چلو۔ بھوک کے مارے مجھ سے تو چلا ہوا نہیں جاتا۔ ٹانگوں میں سکت ہی نہیں رہی"۔ شہزاد نے منمناتے ہوئے کہا مگر فیصل نے پرواہ نہ کی اور اسے کھینچتا ہوا اسٹیشن پر پہنچ گیا۔

گاڑی اسٹیشن پر پہلے ہی پہنچ چکی تھی اور اب چلنے ہی والی تھی جیسے ہی وہ دونوں اسٹیشن پر پہنچے۔ گاڑی نے وسل دی اور پھر حرکت میں آگئی۔

"آؤ آؤ جلدی کرو گاڑی چل پڑی ہے"۔ فیصل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ شہزاد کو کھینچتے ہوئے سامنے والے ڈبے کی طرف بھاگ پڑا۔

"ارے مگر یہ تو ڈائننگ کار نہیں ہے"۔ شہزاد نے چیخ کر کہا۔

مگر فیصل نے اس کی ایک نہ سنی اور سامنے والے ڈبے میں سوار ہوگیا۔ شہزاد کو بھی مجبوراً اسی ڈبے میں سوار ہونا پڑا۔ یہ ڈبہ فرسٹ کلاس کا تھا اور اس میں صرف چند مسافر موجود تھے۔ وہ دونوں ایک برتھ پر جاکر بیٹھ گئے۔ ڈبے میں موجود مسافروں نے حیرت سے ان دونوں لڑکوں کو دیکھا مگر کوئی بولا نہیں۔

"میری بھوک کا کیا ہوگا"؟ شہزاد نے سیٹ پر بیٹھتے ہی کہا۔

"کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا صبر کرو"۔ فیصل نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے کیسے ہو جائے گا یہاں تو مجھے کہیں کھانا نظر نہیں آرہا" شہزاد نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کھانا تو ڈائننگ کار میں ملے گا۔ مگر ابھی تو کھانے کا وقت نہیں ہوا" ایک ادھیڑ عمر مسافر نے جو ان کی سامنے والی سیٹ پر بیٹھا تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھانے کا وقت! کمال ہے کھانے کا بھی کوئی وقت ہوتا ہے۔ بس جب آدمی کو بھوک لگے کھانے کا وقت وہی ہوتا ہے" شہزاد نے حیرت بھرے لہجے میں اس آدمی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا تم ناشتہ کرکے گھر سے نہیں نکلے تھے" اس آدمی نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں، فیصل نے ناشتہ کرنے ہی نہیں دیا" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں ناشتہ کرنے دیتا تو تمہارا ناشتہ دوپہر کے کھانے اور رات کے کھانے اور پھر دوسری صبح کے ناشتے اور پھر کل کے دوپہر کے کھانے اور

کل رات کے کھانے اور پھر پرسوں صبح کا ناشتہ" فیصل نے کہنا شروع کیا۔

"ارے ارے خوامخواہ میری بھوک کو نظر لگا رہے ہو۔ میں تو کھاتا ہی کچھ نہیں" شہزاد نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات پر نہ صرف وہ مسافر بلکہ باقی مسافر بھی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"تم دونوں جا کہاں رہے ہو؟" اس ادھیڑ عمر مسافر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں کھانا بغیر وقت کی پابندی کے ملے" شہزاد نے فوراً جواب دیا۔

"ہم تفریح کرنے مالابار جا رہے ہیں" فیصل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اکیلے" مسافر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے آپ ہمیں اکیلا سمجھ رہے ہیں۔ میرا پیٹ میرے ساتھ ہے پھر مجھے کسی اور کی کیا پرواہ ہے" شہزاد نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ہم اکیلے ہی جا رہے ہیں وہاں ہمارے

"اچھا سہتے ہیں۔" فیصل نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی ٹکٹ چیکر اندر داخل ہوا اور اس نے مسافروں کے ٹکٹ چیک کرنے شروع کر دیئے۔ سب سے آخر میں وہ فیصل اور شہزاد کے پاس پہنچا۔

"ٹکٹ پلیز۔" ٹکٹ چیکر نے شہزاد سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کھانا پلیز۔" شہزاد نے ترکی بہ ترکی جواب دیا

"کیا مطلب؟" ٹکٹ چیکر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بھئی کمال کا ہوٹل ہے یہ۔ جہاں کے ویٹر کھانے کا مطلب بھی نہیں سمجھتے۔" شہزاد نے بھی جواب میں لہجے کو حیرت زدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ٹکٹ چیکر ہوں ویٹر نہیں۔ اور یہ ریل گاڑی ہے ہوٹل نہیں۔" ٹکٹ چیکر نے اس بار غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویٹر نہیں، ہوٹل نہیں۔ بھئی یہ 'نہیں' کی گردان مجھے بالکل اچھی نہیں لگتی۔ کھانے کے معاملے میں نہیں کا لفظ مجھے زہر لگتا ہے سمجھے آپ۔" شہزاد

نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیئے ٹکٹ چیکر صاحب! یہ لیجیئے ٹکٹ۔" فیصل نے مسکراتے ہوئے ٹکٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹکٹ چیکر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے ٹکٹ چیک کئے اور پھر فیصل کی طرف واپس بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھی کو مذاق کرنے کا سلیقہ نہیں آتا اسے سمجھایئے۔" ٹکٹ چیکر نے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہوں، کھانے کا مطلب نہیں آتا اور سلیقہ سکھا رہا ہے۔ ہونہہ۔" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے لہجے پر ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے

چند لمحے ڈبے میں خاموشی رہی۔ پھر شہزاد نے ہی خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

"یار فیصل! ابھی کھانے کا وقت نہیں ہوا۔ خدا کی قسم میری تو بھوک کے مارے جان لبوں پر آگئی ہے۔" شہزاد نے کہا۔

"تو نکل جانے دو اسے لبوں سے، تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ معدہ کچھ اور خالی ہو جائیگا" فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا

"ہاں تم تو یہی کہو گے تاکہ میرے حصے کا کھانا بھی خود کھا سکو"۔ شہزاد نے غصیلے لہجے میں کہا

پھر اس سے پہلے کہ فیصل کوئی جواب دیتا، باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ان کے ڈبے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ سب اسے دیکھتے ہی حیرت سے بت بن گئے کیونکہ اس شخص نے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک سائلنسر لگا ریوالور موجود تھا۔

اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایک جھٹکے سے شہزاد کو گردن سے پکڑا اور اسے گھسیٹتے ہوئے عقب غسلخانے کے دروازے پر پہنچ گیا۔

"اگر کسی نے میرے متعلق کسی کو کچھ بتایا تو میں اس لڑکے کو ذبح کر دوں گا"۔ نقاب پوش نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ

شہزاد کو گھسیٹتا ہوا غسلخانے میں گھس گیا۔

ادھر جیسے ہی غسلخانے کا دروازہ بند ہوا ڈبے کا دروازہ ایک بار پھر دھماکے سے کھلا اور تین چار پولیس افسر اندر داخل ہوئے ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"کوئی نقاب پوش تو یہاں نہیں آیا"؟ ان میں سے ایک نے تیز لہجے میں فیصل سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"جی نہیں، یہاں تو کوئی نہیں آیا"۔ فیصل نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ باقی مسافر بھی خاموش رہے۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"غسلخانے میں تو کوئی نہیں"؟ پولیس افسر نے ایک اور سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جناب میرا ساتھی ہے"۔ فیصل نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے! آپ لوگ محتاط رہیں۔ وہ ایک خطرناک مجرم ہے"۔ پولیس افسروں نے کہا اور پھر وہ تیزی سے باہر مڑ گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی غسل خانے کا دروازہ کھلا اور نقاب پوش شہزاد کو دھکیلتا ہوا باہر آگیا۔

"تمہارے ان جوابوں سے اس لڑکے کی زندگی بچ گئی" نقاب پوش نے اُسے فیصل کے قریب سیٹ پر دھکیلتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دروازہ سے ٹیک لگاکر ان کی طرف ریوالور کا رخ کئے کھڑا ہوگیا۔

"جناب نقاب پوش صاحب! کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ مل جائیگا" شہزاد نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"شٹ اَپ! خاموش رہو ورنہ گولی مار دوں گا" نقاب پوش نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے گاڑی آہستہ ہونے لگی۔ شاید کوئی اسٹیشن آرہا تھا۔ پھر جیسے ہی گاڑی رکی، نقاب پوش نے تیزی سے دروازہ کھولا اور باہر بھاگ گیا چند لمحوں بعد دور سے گولیوں کے چلنے کی آوازیں آئیں اور پھر خاموشی چھاگئی۔ فیصل اور شہزاد بھی دوسرے مسافروں کی طرح باہر آگئے۔

"نقاب پوش نکل گیا" ایک مسافر نے کہا۔ انہوں

نے دیکھا کہ گاڑی کے باہر پولیس ہی پولیس موجود تھی۔

چند لمحوں بعد پولیس پیچھے ہٹ گئی اور گاڑی ایک بار پھر حرکت میں آگئی۔

"کھانے کے متعلق کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں نہ ٹکٹ چیکر اور نہ نقاب پوش" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جان نہیں چھوڑوگے۔ آؤ ڈائننگ کار میں چلیں" فیصل نے تنگ آتے ہوئے کہا اور شہزاد کے چہرے پر یوں خوشیاں اُمڈ آئیں جیسے اُسے پورے جہاں کی دولت مل گئی ہو۔

مالابار پہاڑی کے شمالی طرف ایک خوبصورت سی کوٹھی میں اس وقت فیصل اور شہزاد بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے صوفے پر فیصل کے چچا کرنل عرفی موجود تھے۔ کرنل عرفی فوج کے خفیہ شعبے میں ایک اعلیٰ افسر تھے اور فوج میں بحیثیت سراغ رساں ان کا نام انتہائی احترام سے لیا جاتا تھا جب بھی کسی مسئلے میں ملک کی پولیس اور دیگر ادارے ناکام ہو جاتے تو پھر فوج کے خفیہ شعبے سے امداد کی درخواست کی جاتی اور عام طور پر اس قسم کے کام کرنل عرفی کے سپرد کئے جاتے تھے۔ گذشتہ کئی ماہ سے کرنل عرفی مالابار میں مقیم تھے فیصل اور شہزاد بھی تفریح کرنے مالابار آئے تھے اور آج صبح ہی وہ یہاں پہنچے تھے۔

"ہاں تو فیصل! تم نے گاڑی میں اس سرخ نقاب پوش کو دیکھا تھا" کرنل عرفی نے بڑی دلچسپی سے پوچھا۔ کیونکہ فیصل نے آتے ہی کرنل عرفی کو اس حیرت انگیز واقعہ کے متعلق بتا دیا تھا

"ہاں انکل! وہ بڑا خوفناک آدمی تھا۔ اس نے شہزاد کو گردن سے پکڑ کر غسل خانے میں گھسیٹ لیا۔ وہ تو شکر ہے کہ پولیس نے غسل خانہ چیک نہیں کیا ورنہ شہزاد صاحب تو "قیمہ" ہو ہی چکے تھے" فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قیمہ! کیا مطلب؟" کرنل عرفی نے چونک کر پوچھا

"مطلب یہ کہ دوسرے جہاں کی طرف پرواز کر چکے ہوتے" فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا، مگر تم اس کی جسامت کے متعلق تو بتاؤ" کرنل عرفی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس لمبا تڑنگا آدمی تھا۔ سر کے بال سیدھے کھڑے ہوئے تھے۔ سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا" فیصل نے جواب دیا۔

"انکل اگر آپ مجھے ابھی کچھ کھانے کو دینے کا

وعدہ کریں تو ایک خاص بات بتاؤں" شہزاد جو اب تک خاموش بیٹھا تھا اچانک بول پڑا۔

"ارے تو تم نے کھانا نہیں کھایا؟" کرنل عرفی چونک پڑے۔

"کہاں کھایا ہے بس ابھی سونگھا ہی تھا کہ کھانا ختم ہوگیا اور خانساماں کہنے لگا کہ اب اور کچھ نہیں ہے" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

کرنل عرفی نے یہ سنتے ہی زور سے خانساماں کو آواز دی اور خانساماں دوسرے لمحے کسی جن کی طرح نازل ہوگیا۔

"جی؟" خانساماں نے بڑی فرمانبرداری سے پوچھا۔

"بھئی شہزاد کو کھانا کیوں نہیں دیا؟" کرنل عرفی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی کھانا؟" خانساماں کی حیرت عروج پر تھی۔

"ہاں بھئی وہ کہہ رہا ہے کہ وہ ابھی بھوکا تھا مگر تم نے جواب دے دیا" کرنل عرفی نے کہا۔

"شہزاد صاحب دو مرغ مسلم، دو چپاتیاں، دو بڑی پلیٹیں چاول کی، ایک پلیٹ فرنی کی، دو کپ

آئسکریم اور چار پیالیاں چائے کی پی چکے ہیں۔ خانساماں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی شہزاد؟" کرنل عرفی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

"یہ تو ٹھیک ہے جناب مگر بھوک" شہزاد نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"انکل آپ اس کی بات چھوڑیئے۔ اس کے ساتھ کا پیٹو تو شاید پوری دنیا میں نہ ملے" فیصل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خانساماں! آئندہ جب تک شہزاد کہتا رہے تم نے ات کھانے پکنا ہے۔ چاہے پھر مالابار کا راشن ہی کیوں نہ ختم ہو جائے" کرنل عرفی نے خانساماں سے مخاطب ہو کر کہا اور خانساماں نے سر ہلا دیا۔

"آؤ چچا اب ہوئی نہ بات" شہزاد نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں؟" کرنل عرفی نے حیرت سے پوچھا۔

"جی کھانا کھانے" شہزاد نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"ارے آئے کھانا تیار تو کرنے دو" کرنل عرفی نے

مسکراتے ہوئے کہا اور شہزاد یوں دوبارہ کرسی پر ڈھیر ہوگیا جیسے اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہو۔

"تم جاؤ خانساماں اور شہزاد صاحب کے لئے کھانا تیار کرو"۔ کرنل عرفی نے خانساماں سے مخاطب ہوکر کہا اور وہ سر ہلاکر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں تو شہزاد! تم نقاب پوش کے بارے میں کوئی خاص بات بتارہے تھے"۔ کرنل عرفی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"بات یہ ہے انکل کہ جب اس نقاب پوش نے مجھے پکڑا تو مجھے بیحد بھوک لگی ہوئی تھی اور پھر میری نظر اس کی کلائی پر پڑی۔ اس کی کلائی پر ایک عجیب وغریب قسم کی مچھلی بنی ہوئی تھی۔ ایسی مچھلی جس کی دم اس کے منہ میں تھی۔ بس اس وقت میرا جی چاہا تھا کہ کاش یہ مچھلی حقیقی ہوتی تو میں اسے کھا جاتا"۔ شہزاد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مچھلی، جس کی دم اس کے منہ میں تھی۔ اوہ تو وہ نقاب پوش یقیناً وہی ہے جس کی مجھے تلاش ہے"۔ کرنل عرفی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا

"کیا مطلب انکل! کچھ ہمیں بھی بتائیے"۔ فیصل اور شہزاد دونوں نے چونک کر کہا۔

"یہ تمہارے بتانے کی بات نہیں"۔ کرنل عرفی نے جواب دیا۔ اب انہوں نے اپنے آپ کو قدرے سنبھال لیا تھا۔ مگر جب ان دونوں نے بیحد اصرار کیا تو کرنل عرفی بتانے پر مجبور ہوگئے۔

"بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ایک پُراسرار گروہ کام کر رہا ہے۔ یہ ہمارے دفاعی راز چرانا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کا نشان مچھلی ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ اس گروہ کا سرغنہ کوئی انتہائی خطرناک آدمی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی کلائی پر جو مچھلی کھدی ہوتی ہے اس کی دم اس کے منہ میں ہے۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ اس گروہ کا ہیڈکوارٹر مالابار کی پہاڑیوں میں ہے اسی لئے میں یہاں آگیا تھا۔ اس گروہ کے سب آدمی ہم نے گرفتار کرلئے ہیں مگر ان کا سرغنہ ہتھے نہیں چڑھ رہا۔ اور جب تک وہ سرغنہ ہاتھ نہ آئے اس گروہ کا خاتمہ نہیں ہوسکتا"۔ کرنل عرفی نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر انکل! وہ سرغنہ یوں کھلے عام نقاب پہنے گاڑی میں کیا کرتا پھر رہا تھا اور پھر پولیس بھی اس کے پیچھے تھی۔" فیصل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ بھوکا ہوگا اس لئے گاڑی میں کھانا کھانے گیا ہوگا۔" شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو میں حیران ہو رہا ہوں۔ بہرحال میں ابھی پتہ کرتا ہوں۔" کرنل عرفی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز قدموں سے باہر چلے گئے۔

"شہزاد! ابھی کھانا تیار ہونے میں بہت دیر ہے۔ کیوں نہ چل کر پہاڑی کی سیر کی جائے۔" فیصل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! یہاں ہوٹل وغیرہ بھی تو ہوں گے چلو کچھ تھوڑا سا کھا پی بھی لیں گے۔" شہزاد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور کھا پی لیں گے۔" فیصل نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز چلتے کوٹھی کے گیٹ سے باہر آ گئے۔

یہ ایک بڑی سی غار تھی جس کے دہانے پر ایک بڑا سا پتھر یوں لٹکا ہوا تھا کہ روشنی کی ایک کرن بھی اندر نہ آ رہی تھی۔ غار میں ایک بڑا سا پیٹرومیکس لیمپ جل رہا تھا اور غار میں ایک طرف کھانے کے بےشمار ڈبے موجود تھے جبکہ اس کے دہانے کے قریب تین افراد فرش پر بیٹھے ہوئے تھے وہ تینوں ہی غیرملکی تھے اور ان کے درمیان میں ایک نقشہ رکھا ہوا تھا۔

"مارٹن! دیکھو یہ سرخ رنگ کا نشان ہی ہماری مطلوبہ جگہ ہو سکتی ہے۔" ایک غیرملکی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں لگتا تو ایسا ہی ہے مگر ہمیں وہاں حملہ

کرنے سے پہلے باس کا انتظار کرلینا چاہیے" مارٹن نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے باس کی اجازت کے بغیر ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے باس نے ہمت اور دلیری کی انتہا کر دی ہے۔ اس نے دن کی روشنی میں گاڑی میں موجود اعلیٰ فوجی افسر کو قتل کرکے اس سے نقشہ حاصل کیا اور پھر بچ بچا کر نکل آنے میں بھی کامیاب ہوگیا" پہلے والے غیر ملکی نے فخر آمیز لہجے میں کہا۔

"باس کی یہی خوبیاں تو ہیں جن کی وجہ سے وہ آج تک پکڑا نہیں گیا۔ اس قدر ہمت اور دلیری ظاہر ہے اور کسی کے بس کی نہیں" مارٹن نے جواب دیا۔

"ویسے باس نے بہت بڑا رسک اٹھایا تھا اس گاڑی میں اس اعلیٰ فوجی افسر کی حفاظت کے لئے مسلح پولیس موجود تھی اگر باس پکڑا جاتا تو" تیسرے غیر ملکی نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"باس تو چھلاوا ہے چھلاوا سارجر۔ اسے بھلا کون پکڑ سکتا ہے" مارٹن نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب

دیتا، غار میں سیٹی بجنے کی ہلکی سی آواز گونج اٹھی اور ان تینوں نے چونک کر قریب پڑے ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا جس پر موجود چھوٹا سا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

مارٹن نے پھرتی سے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے غار میں ایک ہلکی سی آواز گونجنے لگی۔

"باس سپیکنگ، میں پوائنٹ پر آرہا ہوں۔ دروازہ کھول دو۔ اوور" دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی اور مارٹن نے پھرتی سے بٹن آف کر دیا اور پھر وہ اٹھکر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا اس نے ایک دیوار کی جڑ میں پڑا ہوا پتھر ہٹایا تو اس کے نیچے ایک چھوٹا سا بٹن موجود تھا مارٹن نے اس بٹن کو دبا دیا اور پھر واپس اپنی جگہ پر آگیا۔ چند لمحوں بعد باہر قدموں کی آہٹ ابھری اور دوسرے لمحے وہ پتھر غار کے دہانے سے کسی دروازے کی طرح ہٹتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا قوی ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب موجود تھا۔ اس کے

اندر آتے ہی دروازہ خودبخود بند ہوگیا

"ہیلو"۔ باس نے کہا۔

"یس باس" ان تینوں نے احتراماً کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو"۔ نقاب پوش نے کہا اور پھر وہ خود بھی نیچے بیٹھ گیا اس کے بیٹھتے ہی وہ تینوں بھی بیٹھ گئے۔

"تم نے نقشہ دیکھ لیا"۔ نقاب پوش نے پوچھا۔

"یس باس! اس میں موجود سرخ نشان ہی ہماری مطلوبہ جگہ ہوسکتی ہے؟" مارٹن نے کہا۔

"ہاں تم نے صحیح سمجھا ہے۔ میں نے اس جگہ کا جائزہ لے لیا ہے۔ یہ پہاڑی کے شمال کی طرف ایک چھوٹی سی کوٹھی ہے جس میں ایک کرنل عرفی نام کا شخص رہتا ہے۔ ہمیں آج رات اس کوٹھی پر حملہ کرنا ہے"۔ باس نے کہا۔

"او۔کے باس ہم تیار ہیں"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"میری بات اب غور سے سنو۔ آج رات بارہ بجے تم تینوں یہاں سے نکلوگے اور اس کوٹھی کے قریب سرخ چھت والی کوٹھی کے قریب پہنچوگے۔ میں تمہیں

وہیں ملوں گا اور باقی تفصیلات وہیں بتاؤں گا۔ بس یاد رکھنا کہ ہماری مطلوبہ کوٹھی کی چھت سبز رنگ کی ٹائلوں سے بنی ہوئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم کہیں غلط جگہ پر پہنچ جاؤ"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"آپ بےفکر رہیں جناب! ہم صحیح وقت پر پہنچ جائیں گے"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اور سنو! پوری طرح تیار ہوکر آنا۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں کسی بڑے مقابلے کا سامنا کرنا پڑجائے"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"آپ بےفکر رہیں جناب"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"او۔کے"۔ باس نے کہا اور پھر وہ اٹھکر غار کے دھانے کی طرف چل دیا۔

فیصل اور شہزاد کوٹھی سے نکل کر گھومتے پھرتے پہاڑی کی جنوبی طرف نکل آئے۔ اس طرف مکانات نہیں تھے اور ہر طرف چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں کثرت سے موجود تھیں۔

"یار فیصل تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کیا مجھے بھوکے مارنے کا ارادہ ہے؟" شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شش۔" فیصل نے اچانک ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شہزاد کو بازو سے پکڑ کر ایک جھاڑی کے پیچھے گھسیٹ لیا۔

"کوئی آدمی نیچے جھاڑیوں کے پیچھے حرکت کر رہا ہے۔" فیصل نے دور گہرائی میں موجود جھاڑیوں کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کہیں بیٹھا کھانا تو نہیں کھا رہا۔" شہزاد نے بڑے رازدارانہ انداز میں پوچھا۔

"خاموش رہو، مجھے دال میں کالا نظر آرہا ہے۔" فیصل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دال! کہاں ہے دال؟ اس بھوک میں تو دال بھی مرغ مسلم سے لذیذ لگتی ہے۔" شہزاد دال کا نام سنتے ہی اچھل پڑا۔

فیصل نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے انہی جھاڑیوں کو دیکھتا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک لمبے تڑنگے شخص کو ایک جھاڑی کی اوٹ سے نکل کر آتے دیکھا۔ اس شخص نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک رائفل تھی۔ وہ بڑے اطمینان سے جھاڑیاں پھلانگتا ہوا اوپر چوٹی کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"یہ تو کوئی شکاری لگتا ہے۔ شاید اس نے کوئی خرگوش مارا ہو اور پھر اسے بھون کر وہاں کسی جھاڑی کے پیچھے رکھ آیا ہو۔" شہزاد نے پُرامید لہجے میں کہا

"شہزاد! کھانے کے علاوہ تمہارا ذہن کچھ اور نہیں

سوچ سکتا۔ اس آدمی کی چال ڈھال دیکھو۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اسے کہیں دیکھا ہوا ہو" فیصل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ضرور دیکھا ہوگا۔ شاید کسی ہوٹل میں بیرا ہو اور اس نے ہمیں کھانا لاکر دیا ہو" شہزاد نے بڑے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ابھی تک ایک جھاڑی کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔ وہ آدمی بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ان کے قریب سے گذرا اور پھر اوپر چوٹی پر پہنچ کر ایک طرف بڑھنے لگا۔ فیصل نے اسے بڑے غور سے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید الجھن نمایاں تھی جیسے وہ کوئی اہم بات یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو مگر اسے یاد نہ آرہی ہو۔

جب وہ آدمی ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا تو فیصل تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شہزاد تم واپس کوٹھی جاؤ۔ میں اس آدمی کا پیچھا کرتا ہوں۔ مجھے ایک شک ہوا ہے۔ شاید میرا شک درست ثابت ہو" فیصل نے شہزاد سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر دوڑ کر تیزی سے اس آدمی کے پیچھے

چل پڑا۔

"ارے ارے ٹھہرو، میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہوسکتا ہے یہ آدمی کسی ہوٹل میں جارہا ہو اور ہم اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس ہوٹل میں پہنچ جائیں" شہزاد نے تیز تیز چلتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ وہ آدمی ایک گلی میں کھڑی ہوئی سرخ رنگ کی کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گیا۔ کار بالکل نئی تھی اور اس پر کوئی نمبر پلیٹ بھی نہ تھی۔

"لو پیارے وہ تو چلا گیا اب" شہزاد نے بڑے مایوس لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم اب وہاں چل کر دیکھتے ہیں جہاں یہ جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا تھا" فیصل نے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"واہ واہ اب ہوئی نا بات۔ بھنا ہوا خرگوش ضرور مل جائے گا" شہزاد نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے جھاڑیاں پار کرتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔

فیصل اندازے کے مطابق اس جگہ جاکر رک گیا جہاں

اس کے خیال کے مطابق وہ آدمی چھپا ہوا تھا مگر وہاں ہر طرف سوائے جھاڑیوں کے اور کچھ نہ تھا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ شہزاد نے اس کا ہاتھ دبا کر بڑے پُراسرار لہجے میں کہا۔

"فیصل فیصل! یہاں کہیں قریب ہی بہت سی مقدار میں کھانا موجود ہے۔ مجھے کھانے کی خوشبو آرہی ہے۔"

"کھانا اور یہاں۔ تمہارا تو دماغ خراب ہوگیا ہے۔" فیصل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں یار! یہاں قریب ہی کہیں کھانے کا انبار موجود ہے۔ میری ناک کھانے کے معاملے میں دھوکہ نہیں دے سکتی۔" شہزاد نے ناک سے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ڈھونڈو کھانا۔ میں تو تھک گیا ہوں۔" فیصل نے بیزاری سے کہا اور پھر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔

شہزاد کی حالت البتہ اس سے مختلف تھی۔ وہ بالکل چوکنا دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے شکاری کو شکار کی بُو مل گئی ہو۔ وہ بڑی تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے جھک کر ایک

جگہ اپنی ناک زمین کے قریب لگائی اور پھر یوں ہی جھکے جھکے وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک جھاڑی کے قریب جاکر رک گیا۔ اس کے چہرے پر یکدم خوشیوں کی آبشار سی بہنے لگی اور وہ زور زور سے سانس لے رہا تھا اور پھر اس نے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے زور زور سے ہاتھ ہلانا شروع کردیا۔

"جلدی آؤ، جلدی آؤ، یہاں کھانا موجود ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔" ساتھ ہی شہزاد نے زور زور سے چیخنا شروع کردیا۔

فیصل اٹھ کر تیزی سے شہزاد کی طرف بھاگا اور پھر جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا، اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہاں ایک بڑے پتھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔

"کہاں ہے کھانا؟ بلی کو خواب چھچھڑوں کے۔" فیصل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں فیصل! یہاں بےشمار کھانا موجود ہے۔ اب وہ ہے کہاں، یہ ڈھونڈنا تمہارا کام ہے۔" شہزاد نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

فیصل چند لمحے خاموش رہا۔ اس کی تیز نظریں اسی پتھر پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے خیال آیا کہ شاید شہزاد صحیح کہہ رہا ہو۔ کھانے کے معاملے میں اس کی ناک واقعی بے حد تیز تھی۔ اور پھر وہ آدمی بھی یہیں چھپا ہوا تھا۔ شاید کوئی چکر ہو۔

"آؤ اِدھر اُدھر گھوم پھر کر دیکھیں"۔ فیصل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک اور جھاڑی کی طرف مڑ گئے۔

جیسے ہی ان کی پشت پتھر کی طرف ہوئی پتھر بے آواز انداز میں ایک طرف ہٹتا چلا گیا اور اس کے پیچھے سے دو آدمی نمودار ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر انہوں نے رائفلوں کا رخ فیصل اور شہزاد کی طرف کیا اور دوسرے لمحے فضا میں ایک تیز آواز گونجی۔

"خبردار! اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو"۔

وہ دونوں تیزی سے مڑے اور پھر سامنے مشین گنوں

کے خوفناک دہانے دیکھ کر وہ ساکت ہو گئے۔ فیصل نے خاموشی سے ہاتھ اٹھالیے۔ شہزاد نے بھی اس کی پیروی کی۔

"چلو ادھر غار میں۔ خبردار اگر کسی نے غلط حرکت کی تو گولیاں سینے کے پار ہو جائیں گی"۔ ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

"مگر ہمارا قصور"۔ شہزاد نے منمناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

مگر اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ دونوں غار کے اندر پہنچ گئے۔

"دیکھا فیصل! میں نہ کہتا تھا کہ یہاں کھانے کا بہت بڑا ڈھیر موجود ہے"۔ شہزاد نے غار کے ایک کونے میں کھانے کے ڈبوں کا ڈھیر دیکھتے ہوئے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا مگر اس کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

ان دونوں کے علاوہ غار میں ایک تیسرا آدمی بھی موجود تھا اس کے ہاتھ میں بھی ایک مشین گن تھی

"کمانڈر! ان کے ہاتھ اور پیر باندھ دو"۔ انہی اندر سے آنے والوں میں سے ایک نے غار میں

موجود آدمی سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور اس نے سر ہلاتے ہوئے ایک کونے میں سے رسی نکالی اور پھر اس نے فیصل اور شہزاد کو اچھی طرح باندھ دیا۔ اب وہ فرش پر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے دونوں ہاتھ ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور پیروں میں بھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"مگر اب میں کھانا کیسے کھاؤں گا"؟ شہزاد نے بڑے مایوسانہ لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے تھے"؟ ایک آدمی نے بڑے سخت لہجے میں ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہم کل ہی دارالحکومت سے یہاں سیر کے لئے پہنچے ہیں اور آج گھومتے گھامتے اُدھر آنکلے۔ مگر تم لوگ کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو"؟ فیصل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم شکاری ہیں"۔ اسی آدمی نے غور سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمیں کیوں باندھ لیا ہے؛ ہمارا کیا قصور ہے"

فیصل نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"اور اتنا کھانا رکھنے کے باوجود ابھی تک تم نے کھانے کی پیشکش نہیں کی جبکہ بھوک کے مارے میری آنتیں قل ہواللہ تو کیا پورا قرآن تلاوت کر رہی ہیں"۔ شہزاد نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں اس کونے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں کھانے کے ڈبوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

"تم دونوں مالابار میں کہاں رہتے ہو"؟ اسی آدمی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اپنے انکل کی کوٹھی میں۔ کرنل عرفی میرے انکل ہیں"۔ فیصل نے جواب دیا۔

"اوہ! تم کرنل عرفی کے بھتیجے ہو۔ اسی کرنل عرفی کے جس کی کوٹھی کی چھت سبز رنگ کی ٹائلوں سے بنی ہوئی ہے"۔ اس آدمی نے یوں حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے اپنی ہی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔

"ہاں ہاں وہی کرنل عرفی۔ کیوں کیا بات ہے؟ کیا تم انہیں جانتے ہو"؟ فیصل نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"اُسے ہم نہیں جانیں گے تو اور کون جانے گا" اس آدمی نے جواب دیا اور پھر وہ مُڑکر قریب پڑے ٹرانسمیٹر کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس نے اس کی ناب گھمائی اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی ہلکی ہلکی آواز نکلنے لگی۔ اور اس پر موجود ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ چند لمحوں بعد بلب کا رنگ سبز ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کرخت آواز گونجی۔

"ہیلو ون سپیکنگ اوور"۔

"مارٹن سپیکنگ باس اوور"۔ اس آدمی نے اپنا نام بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"یس مارٹن کیا بات ہے اوور"؟ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس! کرنل عرفی کا بھتیجا ہمارے پاس موجود ہے وہ اور اس کا ساتھی۔ ہم نے انہیں غار کے دھانے پر سے پکڑا ہے اوور"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"کیا کہا کرنل عرفی کا بھتیجا؟ وہ وہاں کیسے پہنچ گیا اوور"؟ باس کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہوگیا

اور اس میں تعجب کی لہریں بھی موجود تھیں۔

"معلوم نہیں جناب! انہیں پکڑنے پر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل عرفی کا بھتیجا ہے اوور"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

دوسری طرف سے چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر باس کی آواز گونجی۔

"بہت خوب! میں اب اپنا پلان بدل رہا ہوں۔ اب ہمیں کوٹھی پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ میں خود وہیں آرہا ہوں اوور"۔

"یس باس اوور"۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ باس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"تمہیں انکل عرفی سے کیا کام ہے"؟ فیصل نے مارٹن سے مخاطب ہوکر کہا۔

"یہ باس آکر بتائے گا"۔ مارٹن نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا اس کے آنے پر کھانا مل جائیگا"؟ شہزاد نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"تم بھوکے ہو"۔ مارٹن نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یقین نہ آئے تو میرے پیٹ پر کان رکھ کر سن لو۔ تمہیں فریادوں کی آوازیں سنائی دیں گی"۔ شہزاد نے جواب دیا۔

"او۔ کے"۔ مارٹن نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر غار کے کونے کی طرف گیا۔ اس نے کھانے کا ایک ڈبہ اٹھا کر شہزاد کے سامنے رکھا اور پھر اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

ہاتھ کھلتے ہی شہزاد ندیدوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا۔

کرنل عرفی اپنے ڈرائینگ روم میں بیٹھے ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ خانساماں نے کئی بار آکر کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی تھی مگر وہ فیصل اور شہزاد کا انتظار کر رہے تھے جو صبح سے سیر کے لئے نکلے تھے اور ابھی تک واپس نہیں لوٹے تھے۔ اسی لمحے ان کے قریب پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔ کرنل عرفی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کرنل عرفی"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سے لہجے میں کسی نے پوچھا۔

"یس بول رہا ہوں"۔ کرنل عرفی نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا کوئی بھتیجا فیصل بھی ہے"؟ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ کرخت تھا۔

"ہاں ہاں! کیا ہوا؟ خیریت تو ہے"؟ کرنل عرفی فیصل کا نام سنکر چونک پڑے۔

"ابھی تک تو خیریت ہے مگر آئندہ کا انحصار تم پر ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں"۔ کرنل عرفی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو کرنل عرفی! تمہارا بھتیجا اور اس کا دوست ہمارے پاس ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے بھتیجے کے جسم کا ایک ایک عضو علیحدہ کرکے تمہیں تحفے کے طور پر بھیجتے رہیں"۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"مگر کیوں؟ تم کون بول رہے ہو؟ کیا تم پاگل ہو؟" کرنل عرفی غصے سے پھٹ پڑے۔

"تم جو چاہے کہہ لو۔ مگر میرا یہ فیصلہ آخری ہے البتہ اس میں ایک شرط پر لچک پیدا ہوسکتی ہے اگر تم ریڈبک ہمارے حوالے کردو تو تمہارا بھتیجا

اور اس کا دوست صحیح سالم تمہیں مل سکتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ریڈبک! وہ کیا ہوتی ہے؟" کرنل عرفی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ تم ہم سے بہتر سمجھ سکتے ہو۔ ہم تمہیں ایک گھنٹہ بعد دوبارہ فون کریں گے اور اگر تم نے ہاں نہ کی تو پھر اس کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد تمہیں تمہارے پیارے بھتیجے کا ایک بازو تحفے کے طور پر مل جائے گا اور اسی طرح ہر ایک گھنٹے بعد اس کا ایک ایک عضو تمہیں ملتا رہے گا۔ خدا حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیلیفون بے جان ہوگیا۔

کرنل عرفی نے بڑے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ وہ سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ ریڈبک کوڈبک تھی جس میں ملک کے دفاعی رازوں کی تفصیل موجود تھی اور یہ بھی درست تھا کہ وہ ریڈبک اس کے پاس موجود تھی کیونکہ اس نے یہی بہتر سمجھا تھا کہ وہ اسے اپنے پاس رکھے نجانے مجرموں کو اس بات کا کیسے علم ہوگیا تھا۔

مگر اب صورتحال بیحد مخدوش تھی۔ اس کا پیارا بھتیجا مجرموں کی قید میں تھا۔ مگر وہ صرف اپنے بھتیجے کی خاطر اپنے ملک سے غداری نہیں کرسکتا تھا مگر دوسری طرف وہ بھتیجے کا قتل بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا کچھ سوچتا رہا اور پھر اچانک ایک منصوبہ اس کے ذہن میں آگیا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

شہزاد مارٹن کی منت سماجت کرکے دس ڈبے کھانے کے کھاگیا تب جاکر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھرے۔

"خدا کی پناہ! تم نے دس آدمیوں کے برابر خوراک ایک ہی وقت کھالی ہے"۔ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کچھ گذارہ ہوگیا ہے"۔ شہزاد نے اطمینان بھرے لہجے میں پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ مارٹن نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کردیا۔

"دروازہ کھولو میں آرہا ہوں اوور" دوسری طرف سے باس کی آواز گونجی اور مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کردیا۔ اور پھر اٹھ کر دروازہ کھولنے کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور باس اندر آگیا اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب موجود تھا۔

"اوہ! تو تم دونوں وہی ہو جو مجھے گاڑی میں ملے تھے"۔ باس نے انہیں بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل عرفی کا بھتیجا ہے فیصل" مارٹن نے عامر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب، بہت خوب"۔ باس نے جواب دیا اور پھر اس نے مارٹن سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مارٹن! ذرا وائرلیس ٹیلیفون لے آؤ۔ میں ذرا کرنل عرفی سے دو دو باتیں کر لوں"۔

مارٹن تیزی سے اٹھا اور کونے سے ایک ٹیلیفون نما آلہ اٹھا لایا۔ باس نے اس کے اوپر ابھرے ہوئے ہندسوں کو باری باری دبانا شروع کر دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ کرنل عرفی سے باتیں کر رہا تھا اس نے فیصل اور شہزاد کے سامنے کرنل عرفی سے

بات کی اور بات ختم کرنے کے بعد اس نے بٹن آف کرکے سلسلہ منقطع کر دیا۔

"کیا تم واقعی فیصل کا بازو کاٹ دوگے؟" شہزاد نے پہلی بار نقاب پوش سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! اگر کرنل عرفی نے ہماری بات نہ مانی تو ایسا ہی ہوگا"۔ باس نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم مجھے چھوڑ دو تاکہ میں کرنل عرفی کی منت سماجت کرکے وہ ریڈیک تمہیں لادوں"۔ شہزاد نے کہا۔

"شہزاد! خاموش رہو۔ میری موت ملک کی سالمیت کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی"۔ فیصل نے بڑے سخت لہجے میں شہزاد سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بھئی بڑے جی دار لگتے ہو۔ بہرحال دیکھو اب فیصلہ تمہارے انکل پر منحصر ہے۔ ہم نے پروگرام تو یہی بنایا تھا کہ آج رات تمہارے انکل کی کوٹھی پر حملہ کرکے وہاں سے وہ ریڈیک نکال لائیں مگر اس میں بے شمار خطرات موجود تھے جبکہ یہ بڑا سیدھا سادھا طریقہ ہے"۔ نقاب پوش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو نقاب پوش باس صاحب! اس بار جب کرنل عرفی سے بات ہو تو میری بات کرانا، میں انہیں قائل کر لونگا"۔ شہزاد نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا سوچونگا"۔ نقاب پوش نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بتاؤ کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا کہ ریڈبک انکل عرفی کے پاس ہے؟" فیصل نے باس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"اسی چکر میں تو مجھے اس گاڑی میں جانا پڑا تھا۔ ایک اعلیٰ فوجی افسر کرنل عرفی سے ملنے آرہا تھا اور مجھے اطلاع ملی کہ وہ ریڈبک اپنے ہمراہ لارہا ہے۔ چنانچہ میں نے اُسے قتل کردیا مگر اس کی جیب سے مجھے یہ نقشہ ملا اور اس کے ساتھ ہی ایک حکمنامہ کہ وہ ریڈبک اس اعلیٰ فوجی افسر کے حوالے کردی جائے۔ فوجی ہیڈکوارٹر کو ہنگامی طور پر اس کی ضرورت پڑگئی تھی۔ مجھے یہ حکمنامہ پڑھ کر بے حد افسوس ہوا کیونکہ اگر مجھے پہلے سے یہ علم ہوتا تو میں اس فوجی افسر

کو واپسی پر قتل کر دیتا"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"ہوں تو یہ بات ہے"۔ فیصل نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

پھر اسی طرح خاموشی میں ہی وقت گزرتا چلا گیا۔ نقاب پوش بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا پھر جیسے ایک گھنٹہ گزرا اس نے ٹیلیفون کا بٹن دبایا اور کرنل عرفی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ چند لموں بعد ہی رابطہ قائم ہوگیا۔

"کرنل عرفی! ایک گھنٹہ گذر گیا ہے"۔ نقاب پوش نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے"۔ دوسری طرف سے کرنل عرفی کی آواز ابھری۔

"پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے"؟ نقاب پوش نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"اگر میں تمہیں ریڈبک دے دوں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ میرا بھتیجا اور اس کا دوست مجھے صحیح سالم مل جائیں گے؟" کرنل عرفی نے پوچھا۔

"اس کے لئے تمہیں ہم پہ اعتماد کرنا پڑیگا اور

سنو! ہمارے ساتھ دھوکہ کرنے کے متعلق سوچنا بھی نہیں۔ تمہاری طرف سے ملنے والی ریڈیکب ہم اپنے ملک کے ماہرین کے پاس بھیج دیں گے اور وہاں سے جب ہمیں اس کے صحیح ہونے کی رپورٹ ملے گی تب ہم ان دونوں لڑکوں کو چھوڑ دیں گے" نقاب پوش نے کہا۔

"یہ بات غلط ہے۔ ریڈیکب کے لئے تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں ریڈیکب دینے کے لیے تیار ہوں مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں لڑکے تم میرے حوالے کردو اور مجھ سے ریڈیکب لے لو۔ دوسری کوئی صورت نہیں" کرنل عرفی نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں! ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں جانتا ہوں کہ تم بے حد چالاک اور عیار ہو۔ ہوسکتا ہے تم مجھے نقلی کتاب دے دو" نقاب پوش نے جواب دیا۔

"میں بھی تم پر اعتماد نہیں کرسکتا۔ اگر تم ریڈیکب حاصل کرکے ان دونوں لڑکوں کو قتل کردو تو میں کیا کرسکتا ہوں" کرنل عرفی نے جواب دیا۔

"اس کا ایک حل ہے۔ تم میری بات انکل سے

کراؤ۔ میں انہیں قائل کر لونگا" شہزاد نے اچانک نقاب پوش سے مخاطب ہوکر کہا۔

نقاب پوش چند لمحے خاموش رہا۔ پھر اس نے ریوور شہزاد کی طرف بڑھا دیا۔

"انکل! میں شہزاد بول رہا ہوں" شہزاد نے ریوور ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"شہزاد! فیصل کہاں ہے"؟ کرنل عرفی نے بے چین لہجے میں کہا۔

"وہ یہیں موجود ہے انکل! اور ٹھیک ٹھاک ہے۔ انکل آپ نقاب پوش کی بات مان لیں اور انہیں ریڈیکب دے دیں۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ ریڈیکب واپس آپ کے پاس پہنچ جائے گی" شہزاد نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں شہزاد، ایسا ناممکن ہے۔ یہ ریڈیکب حاصل کرتے ہی تم دونوں کو ہلاک کر دیں گے" کرنل عرفی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں انکل! بس میرے لئے کھانا تیار کروا لیجئے۔ ایمان سے دس ڈبے کھانے کے باوجود ابھی تک میرا پیٹ نہیں بھرا" شہزاد نے

جواب دیا۔

"کیا کہا دس ڈبے"؟ کرنل عرفی چونک پڑے۔

"ہاں انکل! یہ لوگ بڑے مہربان ہیں انہوں نے مجھے دس ڈبے کھانے کو دیتے ہیں۔ اور ابھی یہاں بیشمار ڈبے موجود ہیں۔ آپ بے فکر رہیں اور انہیں ریڈیک دے دیں۔ ہماری فکر نہ کریں۔ ہمارے پاس کی کوئی کمی نہیں ہے"۔ شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں شہزاد، ایسا نہیں ہوسکتا۔ مجھے ان پر اعتماد نہیں ہے"۔ کرنل عرفی نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انکل آپ سمجھتے کیوں نہیں۔ کھانے کے بیشمار ڈبے اور وہ بھی انتہائی قیمتی۔ بھلا ہمیں کیا ہوسکتا ہے دوسری صورت میں یہ لوگ فیصل کو مار ڈالیں گے"۔ شہزاد نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ ہاں اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ تم رسیور نقاب پوش کو دو"۔ کرنل عرفی نے آخر کار ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ اور شہزاد نے مسکراتے ہوئے رسیور نقاب پوش کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"ہیلو کرنل"۔ نقاب پوش نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تمہاری شرائط پر ریڈیک دینے کو تیار ہوں۔ مگر وہ ریڈیک ایک ایسی جگہ پر ہے جہاں سے اُسے حاصل کرنے کے لئے مجھے دس بارہ گھنٹے لگ جائیں گے"۔ کرنل عرفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل! ہم تمہیں وقت دینے کے لئے تیار ہیں مگر کوئی دھوکہ نہیں ہونا چاہیئے"۔ نقاب پوش نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"نہیں اب جب میں نے فیصلہ کرلیا ہے تو اب دھوکہ نہیں ہوگا"۔ کرنل عرفی نے مایوس لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔ ہم کل صبح دس بجے تمہیں دوبارہ فون کریں گے مگر اس کے بعد کوئی وقت نہیں دیا جائے گا"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے"۔ کرنل عرفی نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ اب میں کل دس بجے ٹیلیفون کروں گا"۔ نقاب پوش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے ریسیور رکھ کر بٹن آف کر دیا۔

"دیکھا انکل میری بات مان گئے نا"۔ شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تمہاری مہمل گفتگو سے کرنل راضی کیسے ہو گئے"۔ نقاب پوش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مہمل کیا۔ میں نے انہیں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ ہمارے پاس کھانے کے بے شمار ڈبے ہیں اس لئے ہمیں کوئی فکر نہیں"۔ شہزاد نے جواب دیا۔

"ہوگا خیر! ہمیں ریڈیک سے مطلب ہے"۔ نقاب پوش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مارٹن! ان دونوں کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ یہ فرار نہ ہو جائیں۔ میں کل صبح آؤنگا"۔ نقاب پوش نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! یہ بچے بھلا ہم سے کہاں بھاگ سکتے ہیں"۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور نقاب پوش سر ہلاتا ہوا غار سے باہر چلا گیا۔

"بھئی مجھے کچھ کھانے کو دو۔ ایمان سے بہت بھوک لگی ہوئی ہے"۔ شہزاد نے مردانہ بند ہوتے

ہی مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم تو کمال کرتے ہو۔ ابھی تم دس ڈبے کھا گئے ہو اور اب پھر کھانا مانگ رہے ہو جبکہ تمہارا ساتھی اسی طرح بیٹھا ہے"۔ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو! اب میرے ہاتھ کھول دو۔ میں اس طرح بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا ہوں"۔ فیصل نے کافی دیر کے بعد زبان کھولی تھی۔

"ٹھیک ہے"۔ مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر فیصل کے ہاتھ کھول دیئے۔

کرنل عرفی نے منصوبہ یہی بنایا تھا کہ وہ نقلی ریڈیک مجرموں کے حوالے کر کے فیصل اور شہزاد کو چھڑوا لیں گے مگر مجرم ان کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار نکلے تھے اور پھر انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ فیصل اور شہزاد کو اپنے ملک کی سلامتی پر قربان کر دیں گے مگر شہزاد کی باتوں نے انہیں ایک نئی راہ دکھا دی تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ہر وقت کھانے کی فکر میں گم شہزاد اس قدر ذہین بھی ہوسکتا ہے۔ پہلے تو وہ اس کی بات نہیں سمجھ سکے تھے۔ مگر پھر وہ اس کا اشارہ سمجھ گئے اور انہوں نے حامی بھر لی۔ چنانچہ ریسیور رکھتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے خانساماں کو بلا کر رات کا کھانا تیار کرنے کی ہدایت کی اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار نکال کر کوٹھی سے باہر آگئے۔

مالا بار کی مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک بہت بڑی دکان کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک سپر مارکیٹ تھی۔ جہاں ضرورت کی ہر چیز مل جاتی تھی۔ کار روک کر وہ اترے اور سیدھے دکان کے اندر داخل ہوگئے۔ انہوں نے ایک نظر ادھر ادھر ڈالی اور پھر ان کی نظریں کھانے کا سامان بیچنے والے کاؤنٹر پر جم گئی جہاں پکے پکائے کھانوں کے بند ڈبے موجود تھے۔ وہ سیدھے کاؤنٹر پر کھڑے سیلزمین کی طرف بڑھ گئے۔

"فرمایئے"۔ سیلزمین نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس کھانے کے بند ڈبے کونسی کمپنی کے ہیں"۔ کرنل عرفی نے پوچھا۔

"جی ہم صرف باہر کا مال بیچتے ہیں اور صرف ایک ہی کمپنی "راگو" کا مال۔ یہ مال یہاں بے حد مقبول ہے"۔ سیلزمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے علاوہ بھی یہاں کسی اور دکان پر کھانے کے بند ڈبے بکتے ہیں"؟ کرنل عرفی نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں جناب! مالابار میں صرف ہمیں ہی یہ فخر حاصل ہے"۔ سیلزمین نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ میں تمہارے منیجر سے ملنا چاہتا ہوں"۔ کرنل عرفی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی وہ سامنے دروازہ ہے"۔ سیلزمین نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل عرفی اس کی حیرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

منیجر نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ وہ انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔

"کرنل صاحب! زہے نصیب، آج کیسے تکلیف کی"؟ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی ایک ضروری مسئلہ ہے اور انتہائی اہم۔ سرکاری کام ہے۔ اس لئے امید ہے کہ تم پورا پورا تعاون کرو گے"۔ کرنل عرفی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے"۔ منیجر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے یہ اطلاع چاہیئے کہ کچھ عرصہ پہلے تمہارے شعبہ سے بھاری تعداد میں کھانے کے بند ڈبے فروخت ہوئے ہاں یا نہیں"۔ کرنل عرفی نے کہا۔

"بھاری تعداد سے آپ کا کیا مطلب ہے"؟ منیجر نے پوچھا۔

"مطلب ہے سینکڑوں کی تعداد میں"۔ کرنل عرفی نے کہا۔

"ہاں! ایک ماہ پیشتر ایک صاحب نے ایک ہزار ڈبوں کی خریداری کی تھی"۔ منیجر نے جواب دیا۔

"کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو"۔ کرنل عرفی نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ہمیں فون پر آرڈر دیا گیا تھا اور مال ایک کوٹھی میں پہنچانے کے لئے کہا گیا تھا۔ ہم نے مال وہاں پہنچا دیا اور رقم نقد وصول کر لی"۔ منیجر نے جواب دیا۔

"کونسی کوٹھی میں"؟ کرنل عرفی نے پوچھا۔

"کوٹھی نمبر ۱۱۲ میں۔ مگر کرنل صاحب! حیرت ہے کہ دوسرے روز وہ کوٹھی خالی تھی"۔ منیجر نے کہا۔

"کوٹھی خالی تھی۔ کیا مطلب"؟ کرنل عرفی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں جناب! دراصل ہوا یہ کہ میرے سیلزمین جو رقم لے آئے تھے ان میں چند نوٹ زیادہ آگئے تھے۔ چنانچہ دوسرے روز جب وہ رقم واپس کرنے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ کوٹھی خالی ہے بلکہ پوچھ گچھ کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ کوٹھی ایک طویل عرصہ سے خالی ہے۔ اس کا مالک کوئی نواب ہے جو عام طور پر ملک سے باہر رہتا ہے اور وہ اسے کرایہ پر بھی نہیں دیتا"۔ مینجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کوٹھی میں کوئی چوکیدار تو ہوگا"؟ کرنل عرفی نے پوچھا۔

"ہاں ہوتا تو ہے مگر وہ بیمار تھا اس لیے کئی روز سے اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ بہرحال ہم نے زیادہ جستجو نہیں کی کیونکہ ہمیں کوئی غرض بھی نہیں تھی۔ مگر آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں"! مینجر نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ سرکاری کام ہے۔ اچھا شکریہ"۔ کرنل عرفی نے کہا اور پھر مینجر کو حیرت زدہ چھوڑ کر باہر

نکل آیا۔ ایک کلیو ملنے کی امید قائم ہوئی تھی مگر وہ بھی ٹوٹ گئی تھی۔ مجرم اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار تھے۔ بہرحال انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس کوٹھی کو ایک نظر ضرور دیکھیں گے۔ اور پھر انہوں نے اپنی کار کا رخ اس طرف پھیر دیا۔

شہزاد کے تو ہاتھ پہلے ہی کھلے ہوئے تھے
اب انہوں نے فیصل کے بھی ہاتھ کھول دیئے۔
"سنو لڑکو! اگر تم میں سے کسی نے کوئی غلط
حرکت کی یا یہاں سے باہر جانے کی کوشش کی
تو ہم بات بعد میں کریں گے اور گولی پہلے
ماریں گے۔" مارٹن نے انتہائی سخت لہجے میں ان
سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جہاں تک میری طرف سے تو بے فکر رہو جب تک
یہاں کھانے کا سامان موجود ہے میں تو باہر نکل
ہی نہیں سکتا۔ چاہے تم مجھے دھکے دے کر بھی
باہر کیوں نہ نکالو۔" شہزاد نے بڑے معصوم سے لہجے
میں کہا۔

"میری طرف سے بے فکر رہو۔ میں حماقتیں کرنے
کا قائل نہیں ہوں" فیصل نے بڑی سنجیدگی سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اب تم دونوں اپنے پیر بھی کھول
لو۔" مارٹن نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور
شہزاد اور فیصل نے اپنے پیروں میں بندھی ہوئی
رسیاں بھی کھول دیں۔
"اگر تم اجازت دو تو میں ذرا اس کونے میں
بیٹھ جاؤں۔ جہاں کھانے کے ڈبے ہیں۔" شہزاد
نے بڑے معصوم سے لہجے میں مارٹن سے مخاطب
ہو کر کہا۔
"ہاں ہاں جاؤ اور خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ تم
بھی کیا یاد کرو گے۔" مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا
اور شہزاد نے اٹھ کر یوں فرشی سلام کرنے شروع
کر دیئے جیسے اُسے دنیا کی تمام دولت حاصل
ہو گئی ہو۔
"مارٹن! اس لڑکے نے کرنل عرفی سے جو گفتگو
کی ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔" اب تک
خاموش بیٹھے ہوئے باقی دو آدمیوں میں سے ایک

نے اچانک مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟ میں سمجھا نہیں براؤن"۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی یہ بار بار کھانے کے ڈبوں کا ذکر کر رہا تھا اور پھر کرنل عرفی یکدم مان گیا۔ مجھے اس میں کوئی چکر محسوس ہوتا ہے"۔ براؤن نے جواب دیا۔

"اوہ یہ لڑکا انتہائی پیٹو ہے اور ظاہر ہے اس نے کھانے کے ڈبوں کا ہی ذکر کرنا ہے ورنہ کوئی ایسی بات نہیں۔ ہمارا باس اب اتنا احمق نہیں کہ ایک لڑکا اُسے چکر دے جائے"۔ مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا اور براؤن خاموش ہو گیا۔ ویسے وہ تینوں ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے دروازے کے سامنے چوکنے بیٹھے ہوئے تھے۔

شہزاد کھانے کا ڈبہ کھولے بڑے اطمینان سے کھانا کھانے میں معروف تھا جبکہ شہزاد کے کہنے پر فیصل نے بھی ایک ڈبہ کھول لیا اور کھانا کھانے لگا فیصل کھانا کھاتے ہوئے بار بار یہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہاں سے نجات کیسے ہوگی۔ اُسے اپنے چچا پر بے حد غصہ آرہا تھا جو ان مجرموں کو صرف اس

کی زندگی کی خاطر ملکی راز دینے پر رضامند ہو گئے تھے مگر اسے یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ بہرحال اس نے سوچا تھا کہ رات پڑتے ہی وہ کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور آزمائے گا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ غار کی ایک دیوار سے پشت لگا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ شہزاد ابھی تک کھانا کھانے میں مصروف تھا مگر فیصل نے دیکھا کہ اب اس کے ہاتھ کھانے پر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ پھر اچانک شہزاد یوں اچھلا جیسے اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھ لی ہو۔

"ارے ارے کمال ہے"۔ شہزاد پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے شدید آثار تھے۔

"کیا ہوا"؟ مارٹن نے چونک کر کہا۔

"کمال ہے۔ اتنا قیمتی ڈبہ اور اس میں مکھی، لاحول ولا قوۃ"۔ شہزاد نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ ڈبے مشہور کمپنی کے ہیں"۔ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا

"لو دیکھو! میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوں"۔ شہزاد نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر دونوں ہاتھوں سے ڈبہ اٹھا کر مارٹن کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ڈبہ قورمے کا تھا۔ اس میں آدھے سے زیادہ شوربہ بھرا ہوا تھا۔

دروازے کے سامنے بیٹھے ہوئے وہ تینوں حیرت سے شہزاد اور اس ڈبے کو دیکھ رہے تھے۔ قریب پہنچ کر شہزاد نے ڈبہ جھکایا۔

"لو خود دیکھ لو"۔ شہزاد نے کہا اور وہ تینوں بیک وقت ڈبے پر جھک گئے۔ مگر دوسرے لمحے ان تینوں کی بے اختیار چیخوں سے غار گونج اٹھی۔ شہزاد نے پوری قوت سے ڈبے میں موجود شوربہ ان تینوں کے چہروں پر پھینک دیا تھا۔ اور ان تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کی آنکھوں میں کسی نے تیزاب پھینک دیا ہو۔ بے اختیار ان کے دونوں ہاتھ چہروں پر پہنچ گئے اور اسی لمحے شہزاد نے انتہائی پھرتی سے مارٹن کی گود میں پڑی مشین گن کھینچ لی۔

دوسری طرف فیصل بھی بڑی دلچسپی سے یہ سب

کچھ دیکھ رہا تھا اس نے جب یہ صورتحال دیکھی تو وہ ایک لمحے میں شہزاد کا منصوبہ سمجھ گیا چنانچہ وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے بھی براؤن کی گود میں پڑی ہوئی مشین گن جھپٹ لی۔ شہزاد نے پیر کی ٹھوکر سے تیسرے آدمی کی مشین گن بھی ایک طرف پھینک دی۔ وہ تینوں ابھی تک اپنی آنکھیں ملنے میں مصروف تھے۔

"خوب، میرا خیال ہے کہ اب تمہیں کھانے میں مکھی نظر آگئی ہو گی"۔ شہزاد نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تت، تم، تمہاری یہ مجال"۔ مارٹن نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"خبردار! اگر حرکت کی تو تمہاری مشین گنیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہم انہیں چلانا بھی جانتے ہیں"۔ شہزاد نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

اب وہ تینوں بیٹھے آنکھیں پٹپٹا رہے تھے۔ ان کی آنکھوں سے بے تحاشا پانی بہہ رہا تھا۔

"ادھر دیوار کی طرف منہ کرلو۔ اور فیصل رسیاں

لے کر ان کے ہاتھ پیر باندھ دو"۔ شہزاد نے یوں کہا جیسے کسی فوج کا کمانڈر حکم دے رہا ہو۔

اور پھر ان تینوں کو احساس ہوگیا کہ صورت حال پلٹ چکی ہے اور اگر انہوں نے ان لڑکوں کا کہا نہ مانا تو یہ واقعی گولی چلا دیں گے اور یہاں ویرانے میں گولیوں کی آوازیں بھلا کس نے سننی ہیں۔ اس لئے انہوں نے بلا چوں چرا شہزاد کا حکم مان لیا اور فیصل نے ان تینوں کو رسیوں کی مدد سے بڑی مضبوطی سے باندھ دیا اور پھر ان کے منہ میں کپڑے ٹھونس دیئے۔

"اب بتاؤ فیصل! میرا کھانا کھانا کام آگیا نا"۔ شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں شہزاد! تم نے تو کمال کر دیا۔ بڑی انوکھی تجویز سوچی ہے تم نے"۔ فیصل نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہر وہ ترکیب جس کا تعلق کھانے سے ہو میرے لئے انوکھی نہیں ہے"۔ شہزاد نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"اچھا اب میں انکل عرفی سے بات کرتا ہوں"۔

[فیص]ل نے کہا۔

اور پھر فیصل نے قریب پڑا ہوا وائرلیس ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر کرنل عرفی کے نمبر ملانے لگا۔

کرنل عرفی سیدھے اس کوٹھی پر پہنچے جس کا پتہ سٹور کے مینجر نے بتایا تھا۔ کوٹھی بدستور خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ چوکیدار موجود تھا۔

کرنل عرفی نے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی مگر بے سود۔ اُسے کسی بات کا علم ہی نہ تھا۔ البتہ اس نے اقرار ضرور کیا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا تھا اور چونکہ وہ یہاں اکیلا تھا اس لیے وہ کوٹھی بند کرکے اپنے گاؤں چلا گیا تھا اور وہاں سے ایک ہفتے بعد آیا تھا۔ کوٹھی اسی طرح بند تھی۔ البتہ اس نے لان میں کار کے ٹائروں کے نشانات ضرور دیکھے تھے۔ اس کے علاوہ چونکہ وہ اور کچھ نہ بتا سکا تھا اس لیے کرنل عرفی مایوس ہوکر واپس اپنی کوٹھی آگئے تھے۔

وقت تیزی سے گزرتا چلا جا رہا تھا اور کرنل عرفی سوچ رہے تھے کہ آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔ انہوں نے کھانوں کے ڈبوں کا اشارہ سمجھ کر نقاب پوش سے صرف وقت حاصل کیا تھا مگر اس کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ابھی وہ بیٹھے سوچ رہے تھے کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھالیا۔

"انکل! میں فیصل بول رہا ہوں۔ ہم نے مجرموں پر قابو پالیا ہے۔ آپ جلدی آیئے۔" فیصل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ارے وہ کیسے"؟ کرنل عرفی بُری طرح چونک پڑے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دو لڑکے اتنے خطرناک مجرموں پر قابو پاسکتے ہیں۔ مگر جب فیصل نے انہیں تمام واقعہ بتایا تو وہ شہزاد کی عقلمندی پر عش عش کر اٹھے اور پھر فیصل نے پوری تفصیل سے انہیں وہ جگہ بتائی جہاں وہ قید تھے۔

"میں آرہا ہوں"۔ کرنل عرفی نے کہا اور پھر ایک

جھٹکے سے ریسیور رکھ دیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلے۔ اور چند لمحوں بعد ان کی گاڑی انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑی کی دوسری طرف بھاگی چلی جا رہی تھی۔

پہاڑی کی دوسری طرف پہنچ کر انہوں نے ایک گلی میں گاڑی چھوڑی اور پیدل پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔ ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ فیصل نے انہیں بڑے سے پتھر کی نشانی بتا دی تھی۔ اس لیے وہ جھاڑیوں کے درمیان اس بڑے پتھر کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے آخرکار اس غار کے دھانے پر پہنچ گئے۔

ابھی وہ پتھر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک وہ بڑا سا پتھر خودکار انداز میں ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔

"کون ہے"؟ دوسری طرف سے فیصل کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا انکل۔" کرنل عرفی نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آئیے اندر آجایئے۔" فیصل نے کہا اور کرنل عرفی

کے اندر داخل ہوگئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ان کے پیچھے خودبخود بند ہوگیا۔

کرنل عرفی نے دیکھا کہ تینوں مجرم رسیوں سے بندھے ہوئے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔

"خوب، بہت خوب شہزاد! تم نے خوب ترکیب نکالی۔" کرنل عرفی نے شہزاد کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"ہاں انکل! دنیا میں ہر مسئلے کا حل کھانے میں موجود ہے۔" شہزاد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر تم نے مجھے ٹیلیفون کہاں سے کیا تھا؟" اچانک کرنل عرفی نے چونک کر پوچھا۔

"انکل یہاں ایک وائرلیس ٹیلیفون سیٹ موجود ہے اس نقاب پوش نے بھی آپ کو یہیں سے ٹیلیفون کیا تھا۔" فیصل نے ٹیلیفون سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! نقاب پوش کے متعلق تو میں بھول ہی گیا وہ ابھی تک آزاد ہے۔ اس کی گرفتاری ضروری ہے۔" کرنل عرفی نے کہا۔

"آپ بےفکر رہیں جناب! جب تک یہاں کھانے

کے ڈبوں کے ڈھیر ہیں۔ کسی بات کی فکر نہ کریں" شہزاد نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تمہارے ذہن میں کوئی خاص ترکیب ہے تو بتاؤ"۔ کرنل عرفی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بس ترکیب کیا ہونی ہے۔ آپ نے جگہ دیکھ لی ہے۔ آپ جاکر پولیس کو لے آئیں اور اس غار کو گھیر لیں۔ نقاب پوش جب یہاں پہنچے تو اُسے پکڑ لیں"۔ شہزاد سے پہلے فیصل بول پڑا۔

"ہاں اچھی ترکیب ہے۔ ٹھیک ہے میں چلتا ہوں"۔ کرنل عرفی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر فیصل نے آگے بڑھکر دروازہ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خودکار انداز میں کھلتا چلا گیا اور کرنل عرفی تیزی سے باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ایک بار پھر بند ہوگیا۔

"بھئی اب ان کے منہ کھول دو۔ بیچارے خاموش بیٹھے بیٹھے تنگ آگئے ہوں گے"۔ شہزاد نے مسکراتے ہوئے فیصل سے کہا۔

"رہنے دو یار! خوامخواہ بک بک کریں گے"۔ فیصل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں، کم سے کم مارٹن کا منہ کھول دو۔ یہ بیچارہ خاصا شریف آدمی ہے"۔ شہزاد نے سفارش کرتے ہوئے کہا۔ اور فیصل کندھے اچکاتا ہوا مارٹن کی طرف بڑھا اور اس کے منہ میں ٹھنسا ہوا کپڑا نکال دیا۔

مارٹن چند لمحے تو گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔ پھر وہ ان سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

"لڑکو! یہ ٹھیک ہے کہ تم نے ہوشیاری سے کام لیا ہے۔ مگر اب یہاں سے تم لوگوں کا زندہ بچ نکلنا ناممکن ہوگیا ہے"۔

"وہ کیسے مسٹر مارٹن؟ یہاں کھانے کے بے شمار ڈبے موجود ہیں اور جب تک کھانا موجود ہے۔ کم سے کم ہمیں موت نہیں آسکتی"۔ شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کررہا۔ ہمارا باس بے حد چالاک ہے۔ تمہیں خود ہی اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ بہرحال مجھے تم دونوں کی موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا"۔ مارٹن نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا اور اس کا اطمینان دیکھ کر فیصل اور شہزاد کی آنکھوں

میں الجھن کے تاثرات اُبھر آئے۔

پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بولتا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

شہزاد نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو مارٹن! باس سپیکنگ اوور"۔ دوسری طرف سے نقاب پوش کی کرخت آواز گونجی۔

"باس خطرہ"۔ اچانک مارٹن پوری قوت سے چیخ پڑا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔

فیصل اور شہزاد بڑی کینہ توز نظروں سے مارٹن کو گھورنے لگے۔ جس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

"میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا کہ اس کا منہ نہ کھولو"۔ فیصل نے شہزاد سے مخاطب ہو کے کہا

"ہاں غلطی ہو گئی۔ بہرحال اب نقاب پوش کے یہاں آنے کا کوئی امکان نہیں۔ اس لیے یہاں سے نکل چلو"۔ شہزاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور فیصل دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا

باہر نکل آیا۔

فیصل نے دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی سے کرنل عرفی بیس سپاہیوں سمیت نیچے اتر رہے تھے۔ پھر جب وہ ان کے قریب پہنچے تو فیصل نے انہیں تمام بات بتا دی۔

"اوہ! یہ برا ہوا۔ اب نقاب پوش یہاں نہیں آئے گا"۔ کرنل عرفی نے مایوس لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ ان مجرموں پر تشدد کر کے ان سے باس کا پتہ لگایا جائے"۔ فیصل نے تجویز پیش کی۔

"نہیں یہ فضول ہوگا۔ اس سے پہلے بھی اس گروہ کے کئی آدمی ہم نے پکڑے ہیں مگر وہ باس کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ وہ ان کے سامنے ہمیشہ نقاب ڈال کر آتا ہے اور ان سے ہمیشہ ہٹ کر رہتا ہے"۔ کرنل عرفی نے کہا۔

وہ چند لمحے سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان تینوں مجرموں کو باہر لایا جائے اور خود وہ فیصل اور شہزاد کو لے کر واپس کوٹھی کی طرف چل پڑے۔ ان کے انداز سے گہری مایوسی صاف جھلک رہی تھی۔

"انکل آپ مایوس نہ ہوں۔ بس میرے کھانے کا خیال رکھیں۔ آپ دیکھیں گے کہ نقاب پوش ایک روز ہاتھ جوڑے آپ کے سامنے کھڑا ہوگا۔" شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں جانتے شہزاد! وہ نقاب پوش انتہائی چالاک، عیار اور پُراسرار ہے۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں کی جانیں بچ گئیں۔" کرنل عرفی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو آپ مجھے کھانا کھلائیں۔ بھوک کے مارے میری آنتیں تلاوت میں مصروف ہیں۔" شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر کسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

فیصل اور کرنل عرفی ابھی تک پُراسرار نقاب پوش کے خیال میں الجھے ہوئے تھے۔

جب شہزاد اور فیصل کرنل عرفی کے ساتھ کوٹھی پہنچے تو شام ہونے والی تھی۔ کرنل عرفی انہیں گھر پہنچاکر واپس چلے گئے۔ انہیں ان مجرموں کے بارے میں فکر تھی۔ ان کا خیال تھا کہ شاید ان میں سے کسی کو نقاب پوش کا علم ہو۔ جب کہ شہزاد کھانے میں مصروف ہوگیا۔ اور آخری دو چار پلیٹیں بھی صاف کرنے کے بعد اس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ فیصل چلیں اور اس نقاب پوش کی خبر لیں ہوسکتا ہے اس کا باورچی انکل کے باورچی سے زیادہ لذیذ کھانا بناتا ہو۔" شہزاد نے فیصل سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مذاق مت کرو۔ تم تو ایسے بات کر رہے ہو جیسے تمہیں نقاب پوش کی رہائش گاہ کا علم ہو۔" فیصل نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم آؤ تو سہی۔ کھانا کھانے کے بعد میرا دماغ جیٹ جہاز کی رفتار سے کام کرنے لگ جاتا ہے۔" شہزاد نے اس کا بازو پکڑ کر اُسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آخر کچھ پتہ بھی تو چلے کہ تم جانا کہاں چاہتے ہو؟" فیصل نے کہا۔

"تمہیں یاد ہے کہ وہ نقاب پوش سرخ رنگ کی نئی گاڑی میں بیٹھ کر گیا تھا۔ اُسے ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہے کہ ہم نے اس کی گاڑی دیکھ لی ہے۔ اس لیے ظاہر ہے وہی گاڑی اس کے استعمال میں ہوگی۔" شہزاد نے کہا۔

"مگر اس گاڑی کو ہم کہاں سے ڈھونڈیں گے؟" فیصل نے کہا۔

"تم آؤ تو سہی۔" شہزاد نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کوٹھی سے باہر آگئے۔ شہزاد کا رخ شہر کی بڑی سڑک کی طرف تھا۔

"مجھے نہیں بتاؤ گے کہ تمہارے ذہن میں کیا تجویز ہے؟" فیصل نے پوچھا۔

"سنو میں! تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد کاروں کا بزنس کرتے ہیں۔ اس لیے مجھے کاروں کے متعلق اچھی طرح علم ہے۔ میں نے نقاب پوش کی کار کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ وہ پٹرول کی بجائے ڈیزل سے چلنے والی گاڑی ہے۔ ایسی گاڑیاں بہت مہنگی ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ رکھتے ہیں۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ کسی پٹرول پمپ سے ہمیں اس کے متعلق معلومات ضرور مل جائیں گی۔" شہزاد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی اچھی ترکیب ہے۔" فیصل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں چلتے ہوئے ایک پٹرول پمپ کے پاس پہنچ گئے۔

"مسٹر! ہم دونوں نے ایک شرط لگا رکھی ہے اور اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔" شہزاد نے سیلزمین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسی شرط؟" ادھیڑ عمر سیلزمین نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے کہہ رہا ہوں کہ اس شہر میں ڈیزل سے چلنے والی کوئی کار ہی نہیں ہے کیونکہ وہ بیحد مہنگی ہوتی ہے۔ جبکہ یہ کہتا ہے کہ آجکل ڈیزل سے چلنے والی کاریں عام ہوگئی ہیں۔ اس لیے یقیناً یہاں ایسی کاریں بیشمار ہوں گی۔" شہزاد نے شرط بتاتے ہوئے کہا۔

"بیشمار والی بات تو واقعی غلط ہے اور تمہاری یہ بات بھی غلط ہے کہ یہاں ڈیزل سے چلنے والی کاریں سرے سے ہیں ہی نہیں۔" ادھیڑ عمر سیلزمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو چھٹی ہوئی۔ ہم دونوں ہی غلط، لہٰذا شرط برابر۔" شہزاد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں، تم نے کہا تھا کہ ایک بھی نہیں ہے اب اگر ایک بھی ہوئی تو شرط میں جیت گیا۔" فیصل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھئی تم نے لفظ بیشمار کہا تھا اور یہاں اگر ہوں گی بھی سہی تو زیادہ سے زیادہ ایک ہوگی یا دو ہوں گی۔ بیشمار نہیں ہوسکتیں۔ کیوں جناب؟" شہزاد نے سیلزمین سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بھئی شرط کے متعلق تو تم جانو۔ البتہ اس شہر میں اب تک میری نظر سے صرف چار ڈیزل کاریں گزری ہیں۔" سیلزمین نے جواب دیا۔

"چلو فیصل اس بات پر شرط لگالو کہ ان چاروں میں سے کوئی بھی کار سرخ رنگ کی نہیں ہوگی کیونکہ سرخ رنگ کی کار لوگ کم پسند کرتے ہیں۔" شہزاد نے کہا۔

"نہیں لڑکے! یہاں سرخ رنگ کی ڈیزل کار بھی موجود ہے۔ اس لیے شرط مت لگاؤ۔ ہار جاؤ گے۔" سیلزمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تمام کاریں سرخ رنگ کی ہیں؟" شہزاد نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں! ایک کار سرخ رنگ کی ہے اور وہ مسٹر جارج کی ہے۔ بالکل نئی۔ وہ ہمارے پٹرول پمپ سے ہی ڈیزل بھرواتے ہیں۔" سیلزمین نے جواب دیا

"مسٹر جارج، تو کیا وہ کوئی غیر ملکی ہے؟" شہزاد نے چونک کر کہا۔

"ہاں وہ غیر ملکی ہیں اور مالابار سائیڈ سٹیٹ کی کوٹھی نمبر چودہ میں رہتے ہیں۔ میں نے ایک بار وہ

کار وہاں کھڑی دیکھی تھی"۔ سیلزمین نے جواب دیا۔
"چلو ہوگا۔ اچھا بھئی شرط ختم۔ بہت بہت شکریہ جناب"۔ شہزاد نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ فیصل کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔

"بھئی کمال کردیا تم نے۔ کتنی آسانی سے اس نقاب پوش کا پتہ لگا لیا"۔ فیصل نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"چلو وہ کوٹھی بھی دیکھ لیں"۔ شہزاد نے کہا اور پھر وہ دونوں مالابار سائیڈ سٹیٹ کی طرف چل پڑے۔

کرنل عرفی رات گئے کوٹھی واپس لوٹے تو وہ بڑے مایوس دکھائی دے رہے تھے۔ فیصل اور شہزاد ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"کچھ پتہ چلا انکل"۔ شہزاد نے پوچھا۔

"نہیں بھئی۔ ان تینوں مجرموں نے خودکشی کر لی ہے۔ ان کے پاس زہریلے کیپسول تھے وہ انہوں نے کھا لیے"۔ کرنل عرفی نے جواب دیا۔

"انکل! اگر میں نقاب پوش کا پتہ بتا دوں تو آپ انعام میں مجھے کیا کھلائیں گے"؟ شہزاد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی چھوڑو مذاق مت کرو۔ میں اس وقت بہت الجھا ہوا ہوں"۔ کرنل عرفی نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"شہزاد سچ کہہ رہا ہے انکل! اس نے نقاب پوش کا پتہ چلا لیا ہے۔ ہم اس کی کوٹھی بھی دیکھ آتے ہیں"۔ فیصل نے کہا۔

"اچھا! وہ کیسے"؟ کرنل عرفی فیصل کی بات سن کر چونک پڑے اور پھر شہزاد نے سرخ کار والی تمام بات انہیں تفصیل سے بتا دی۔

"مسٹر جارج اوناتھ وہ نقاب پوش ہے اس گروہ کا سرغنہ"۔ کرنل عرفی یوں اچھل پڑے جیسے ان کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"آپ کو اس قدر حیرت کیوں ہوئی انکل"؟ شہزاد

نے پوچھا۔

"اگر واقعی وہ نقاب پوش ہے تو پھر مجھے حیرت سے مرجانا چاہیئے۔ جارج اڈناتھ ہمارے ملک کے دفاعی مشیر ہیں۔ ہماری حکومت نے خاص طور پر انہیں بلوایا ہے تاکہ وہ ملک کے بہتر دفاع کے لئے منصوبے تیار کرسکیں۔ وہ واقعی آجکل گرمیاں گذارنے مالابار آئے ہوئے ہیں"۔ کرنل عرفی نے بتایا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"چلو یار! خانساماں سے پوچھیں۔ کچھ کھانے کے لئے موجود ہے"۔ شہزاد نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

کرنل عرفی دوسرے روز صبح واپس آئے اور آتے ہی انہوں نے شہزاد اور فیصل کو گلے لگا لیا۔

"بہت خوب میرے بچو! تم نے واقعی ایک قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسٹر جارج اڈناتھ واقعی وہ نقاب پوش تھے۔ مگر اصلی جارج اڈناتھ نہیں۔ یہ نقاب پوش ایک غیرملکی جاسوس تھا اور اس نے مسٹر جارج کو قتل کرکے اس کا میک اپ

کرلیا تھا۔ رات ہم نے انہیں گرفتار کرلیا ہے اور اب تک اس نے تمام جرموں کا اقرار کرلیا ہے"۔ کرنل عرفی نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"انکل! آپ کا خانساماں بڑا کاہل ہے۔ میرا پیٹ ہی نہیں بھرتا اور وہ کہہ دیتا ہے کہ کھانا ختم ہوگیا ہے"۔ شہزاد نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"تم جس قدر چاہو کھاؤ شہزاد۔ تمہارے لیے کھانے کی کوئی کمی نہیں ہوسکتی"۔ خانساماں۔ خانساماں۔ کرنل عرفی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور شہزاد اور فیصل ان کی خوشی پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

ختم شد

بچوں کے لیے پُراسرار جاسوسی سیریز کا ناقابلِ فراموش ناول

پُراسرار گڑیا

مصنف مظہر کلیم ایم اے



- پُراسرار گڑیا جس کی خاطر بڑے بڑے مجرم اپنی جان پر کھیل گئے۔
- پُراسرار گڑیا جسے مجرم ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے تھے۔
- شہزاد اور فیصل کے قبضے سے پُراسرار گڑیا مجرموں نے حاصل کر لی مگر ــــ؟
- ڈریگولا ــــ ایک عجیب و غریب کردار ــــ جو شہزاد اور فیصل کا ساتھی تھا۔
- پُراسرار گڑیا ــــ جس کے لیے شہزاد فیصل اور ڈریگولا نے مجرموں کے ساتھ خوفناک ذہنی جنگ لڑی۔
- پُراسرار گڑیا کا راز کیا تھا ــــ؟ کیا مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے؟

ایکشن، سسپنس اور قہقہوں سے بھرپور ناول

شائع ہو گیا ہے، آج ہی طلب فرمائیں

یوسف برادرز پبلشرز، بکسیلرز پاک گیٹ ملتان